



سوال

میں نے محمد عیش رحمہ اللہ کی عبارت "مخ الجلیل" میں پڑھی ہے کہ: "ولا تشترط غلبۃ الظن فی حق مستنبح الشک لعجزہ عنہا، ویخفیہ الشک فیہ" کیا آپ مجھے اس عبارت کا مضموم بتلا سکتے ہیں؟ نیز یہ بھی بتلائیں کہ اس پر کس حد تک عمل صحیح ہے؟

جواب

ہم قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں:

الشیخ محمد عیش رحمہ اللہ کی مکمل عبارت یہ ہے:

"واجبہ (دلک): آی امرار عضواً وغیرہ علی المغسول... ویخفی فیہ: غلبۃ الظن، علی الصواب؛ فإنہا کافیۃ فی الإیصال الواجب بالإجماع، ولا تشترط غلبۃ الظن فی حق مستنبح الشک، لعجزہ عنہا، فیکفیہ الشک فیہ، ویجب علیہ اللہو عنہ، ولا دواء لہ إلا ہذا"

یعنی غسل کے واجبات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ غسل والے عضو پر ہاتھ یا کوئی اور چیز جسم پر ملیں۔۔۔ صحیح ترین موقف کے مطابق یہاں اس حد تک ملنا کافی ہوگا کہ غالب گمان ہونے لگے کہ پانی پورے عضو تک پہنچ گیا ہے، لیکن بہت زیادہ شک کرنے والے کے بارے میں غالب گمان ہونے کی شرط نہیں ہے؛ کیونکہ شکوک میں بتلا شخص کے لیے غالب گمان کے درجے تک پہنچنا مشکل ہے، اس مریض شخص کا شک کرنا ہی کافی ہے، اس مریض کی ذمہ داری فتنی ہے کہ وہ اپنے شک پر توجہ بھی نہ دے؛ کیونکہ شک کی بیماری کا یہی علاج ہے کہ اس پر توجہ نہ دی جائے۔ ختم شد

"مخ الجلیل" (127/1)

عربی عبارت میں موجود لفظ "مستنبح" فقہائے کرام کے ہاں اس قسم کے مسائل میں کسی چیز کی بہتات اور کثرت پر بولا جاتا ہے، لہذا {استنبح الشک} اس وقت بولتے ہیں جب شکوک بہت زیادہ ہو جائیں، شک انسان کی عادت بن جائے اور شکوک انسان پر غلبہ پالیں، یہ انداز بیان مالکی فقہائے کرام کے ہاں مشہور ہے۔

جیسے کہ "الموسوۃ الفقہیۃ الکویتیۃ" (128/4) میں ہے کہ:

"معجم تاج العروس اور اساس البلاغہ میں ہے کہ: {استنبح النوم علیہ} یہ جملہ مجازی طور پر کسی نیند کے غالب آجانے پر بولا جاتا ہے۔ نیز کسی بھی چیز کے غالب آجانے کے بارے میں یہ تعبیر صرف مالکی فقہائے کرام ہی استعمال کرتے ہیں، اس تعبیر میں ان کے سامنے اس لفظ کے لغوی معنی ہوتے ہیں، چنانچہ وہ: {استنبح الشک} اس وقت کہتے ہیں جب کسی کو بہت زیادہ شکوک و شبہات نے گھیر لیا ہو۔

جبکہ دیگر فقہائے کرام {غلبۃ الشک} یا {کثر الشک} کی تعبیر اس وقت استعمال کرتے ہیں جب کوئی بہت زیادہ استنا شک کرنے لگے کہ شک کرنا اس کی عادت بن جائے۔" ختم شد

شک کی بہتات اور انسان پر غالب آجانے کا مطلب یہ ہے کہ روزانہ اس بیماری کا سامنا کرنا پڑے، کوئی دن بھی اس کے بغیر نہ گزرے۔

چنانچہ علامہ خطاب رحمہ اللہ "مواہب الجلیل" (466/1) میں لکھتے ہیں:

"فقہائے کرام کی اصطلاح میں "مستنبح" اس شخص کو کہتے ہیں جسے ہر وضو، یا نماز میں شک ہو، یا ایک دن میں ایک دو بار شک ضرور محسوس ہو، لیکن اگر کسی کو ایک دو دن یا تین دن کے بعد جا کر شک ہوتا ہے تو وہ شخص "مستنبح" نہیں ہے۔" ختم شد

تو خلاصہ یہ ہوا کہ: اول الذکر کتاب "مخ الجلیل" کی عبارت کا مضموم یہ ہوا کہ: غسل کرنے والے کو غالب گمان ہونے لگے کہ اس نے اپنے عضو پر اچھی طرح ہاتھ مل لیا ہے، تو وضو کا



پانی اعضا تک پہنچانے کے لیے یہی کافی ہے۔ یہ حکم اس شخص کے بارے میں جس پر شکوک و شبہات کا غلبہ نہیں ہے، کیونکہ اس کے لیے تو غالب گمان کی بجائے صرف خالی گمان ہونا ہی کافی ہے، غالب گمان چاہے نہ بھی ہو۔

کیونکہ ایسے شخص کے لیے شکوک و شبہات؛ غالب گمان کے حصول میں مانع ہیں اس لیے کہ غالب گمان کے حصول میں اسے شدید مشقت اٹھانی پڑے گی، جبکہ شریعت آسانی اور عدم حرج پر مبنی ہے۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

يُيَذِّرُ اللَّهُ بِكُمْ الْفِتْنَةَ وَلَا يُذِيقُكُمْ الْغَمْرَ

ترجمہ : اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں آسانی کا ارادہ رکھتا ہے، وہ تمہارے بارے میں تنگی کا ارادہ نہیں رکھتا۔ [البقرہ: 185]

ایسے ہی فرمایا :

نَايِذُ اللَّهُ لِيُخَلِّعَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ

ترجمہ : اللہ تعالیٰ تمہیں کسی حرج میں ڈالنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ [المائدہ: 6]

نیز یہ بھی ہے کہ کثرت شک کا علاج عدم توجہ ہے؛ کیونکہ وسوسوں میں مبتلا شخص اگر شکوک و شبہات پر توجہ دے گا تو وسوسے مزید زیادہ ہوتے جائیں گے۔

چنانچہ علامہ درودیر رحمہ اللہ "الشرح الصغير" (1/170) میں لکھتے ہیں :

"اگر کوئی شخص شکوک و شبہات میں مبتلا نہیں ہے اسے دوران وضو کسی عضو کے دھونے میں شک ہو کہ آیا پانی عضو تک پہنچا ہے یا نہیں تو اس عضو کو دھونا اور ملنا لازم ہوگا۔ جبکہ شکوک و شبہات میں ملوث شخص پر شک کی حالت میں لازم یہ ہے کہ وہ شک کی طرف بالکل بھی دھیان نہ دے؛ کیونکہ شکوک کے پیچھے چلنے سے انسان دین پر سرے سے چل ہی نہیں سکے گا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو وسوسوں سے محفوظ رکھے۔" ختم شد

اسی طرح علامہ صاوی رحمہ اللہ اپنے حاشیے میں لکھتے ہیں :

"پہلے تو یہ معلوم ہو کہ پورے اعضا کو یقینی طور پر دھونا لازمی ہے، اور یقین کے لیے غلبہ ظن ہونا کافی ہوگا، غیر مستح (شکوک و شبہات سے دور شخص) کے بارے میں یہی معتد موقوف ہے۔

لہذا جب تک یقین اور غالب گمان نہ ہو جائے اس وقت تک یہ عمل ضروری ہوگا۔"

علامہ عدویؒ شکوک و شبہات میں گھرے ہوئے شخص پر لازم ہونے والی ذمہ داری کے بارے میں لکھتے ہیں :

"جس عضو کے بارے میں اسے شک ہو تو وہاں گمان یا غالب گمان کسی کی بھی ضرورت نہیں ہے، نہ ہی وہ شخص اپنا عضو دوبارہ دھوئے گا۔" ختم شد

"کفایۃ الطالب الربانی" (1/216)

اسی طرح حاشیہ دسوقی میں ہے کہ :

"شک کی بیماری میں مبتلا شخص مشکوک چیز کی طرف وجوہاً توجہ نہیں کرے گا؛ ایسے شخص کے لیے یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ظن غالب حاصل ہو؛ بلکہ یہ شخص تو تردد اور شک کی حالت پر

ہی اکتفا کرے گا۔ یہی ہمارے شیخ کا موقف ہے۔" ختم شد

"حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر" (1/135)

جبکہ دوسرا موقف یہ بھی ہے کہ شک کی بیماری میں مبتلا شخص دل میں آنے والے پہلے خیال کو بنیاد بنائے گا اور بعد میں آنے والے خیال پر توجہ نہیں دے گا۔



جیسے کہ "التوضیح، شرح مختصر ابن الحاجب" (1/163) میں ہے کہ:

"مستخرج یعنی شک میں مبتلا شخص کے ہاں سب سے پہلا خیال جب ذہن میں آئے گا وہی معتبر ہوگا سب کا اسی پر اتفاق ہے۔

پہلے خیال کو معتبر کہنے کا موقف بعض قروین اہل علم کا ہے، اور ان کے اسی موقف کی تائید بعض متاخرین نے بھی کی ہے، ان کا کہنا یہ ہے کہ: جس وقت پہلا خیال ذہن میں آیا تو یہ وہ سلیم الذہن، لیکن بعد میں آنے والا خیال غیر عاقل کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے آیا۔

ابن عبد السلام کہتے ہیں: مدونہ وغیرہ کی تحریروں کے مطابق دونوں خیالات ہی کا لہجہ ہوں گے، اس کے خیالات کو بالکل بھی نہیں دیکھا جائے گا، یہی وہ موقف ہے جسے بہت سے ہمارے ساتھ ملنے والے اہل علم نے رائج بھی قرار دیا اور اسی موقف کا اپنا یا بھی ہے، یہاں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بعض مشرق عربی کے اہل علم سے گفتگو ہوئی تو انہوں نے یہ بتلایا کہ شکوک و شبہات میں مبتلا شخص کے پہلے اور دوسرے خیال میں کسی قسم کی تفریق کے لیے کوئی اصول اور ضابطہ نہیں ہے، اور زمینی حقائق اسی کی تصدیق کرتے ہیں۔ "ختم شد تفصیلات کے لیے" التاج والاکلیل" (1/301) اور اسی طرح (2/19) کا مطالعہ فرمائیں۔

واللہ اعلم

الاسلام سوال و جواب

295203